بسم اللہ الرحمن الرحیم

"کال کوٹھری اور جنگ پلاسی"

یا

"ہندوستان مین انگریزی سلطنت کا آغاز"

از

خستہ جگر محمد نبی احمد فاروقی سندیلوی مترجم

"ایڈیٹر و مصنف سوانح عمری بیرم خان خانخانان"

باہتمام

سید ظہور الحسن موسوی قومی پریس چھتہ لال میان دہلی

مطبع مہتاب پریس دہلی مین چھپی

ضروری گذارش

ایک غیر زبان سے اپنی زبان میں کسی کتاب کا لانا گو کیسا ہی کچھ آسان کام کیوں نہ ہو۔ لیکن میری ذات خاص کے لئے تو یہ بہت اہم کام ثابت ہوا۔ چنانچہ میری ناتجربہ کاری نے اس کتاب کے ترجمہ میں بہت کچھ رکاوٹیں پیدا کیں۔ لیکن اللہ کا شکر ہے۔ کہ میں نے ایک ماہ کے شبانہ روز محنت سے اس کو پورا کر لیا۔

رہا یہ امر کہ ترجمہ محاورہ کے خلاف ہو۔ اس کی نسبت میں اپنے معزز ناظرین سے معافی مانگ کر یہ عذر پیش کرنے کی جرأت کرتا ہوں۔ کہ جو شخص سرکاری خدمات کے سرانجام دہی کے علاوہ اس ہنر سے بھی بے بہرہ ہو۔ اس کی ایسی اہم جرأت ابتدا میں بہت سی غلطیاں بھی کرے گی۔ لیکن معزز ناظرین آپ کی قدردانی اور خطاپوشی میری ناچیز ہمتوں کو بڑھا کر کسی دن اس کام کو مجھ پر آسان کر دے گی۔ ہاں کہیں غلطیاں ہوں درست فرما کر مجھے مطلع فرمایئے۔ ایسی اطلاع پانے پر بھی خوشی کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کروں گا فقط

یکم محرم ۱۳۳۲ھ

خاکسار محمد نبی احمد فاروقی سنڈیلوی
بہار کچھ تحصیل باڑی ضلع کھیا کھیڑی ریاست پٹیالہ
(سنٹرل انڈیا)۔

نشان بردار - اسکاٹ - ویڈربرن - ڈمبلیٹن -

مسٹر ہاول نے (جس کو کپتان دھمکی دیتا تھا - کہ اگر خزانہ نہ بتایا تو توپ کے منہ سے بندھوا کر اڑا دیا جائے گا -) مقتولین کی یادگار میں ایک مینار تیار کرایا - جس کے بعد بھی وہ چالیس برس تک زندہ رہا - اس کا انتقال ۱۷۹۸ء میں ہوا -

نواب ناظم نے اپنے برائے نام بادشاہ کو (جو اس وقت دہلی کے برائے نام تخت پر شطرنج کے بادشاہ سے کچھ زیادہ کام نہ دیتا تھا) اطلاع دی کہ میں نے بنگال سے انگریزوں کو خارج کر کے آئندہ کے واسطے ان کے تعلقات بند کر دئے اور آمد و رفت کی قطعی ممانعت کر دی ہے - اور کلکتہ کو کافروں سے پاک کر کے اس مہم کی یادگار میں کلکتہ کا نام علی نگر رکھ دیا ہے -

۲ر جولائی کو سراج الدولہ نے ۳ - ہزار فوج تو قلعہ فورٹ ولیم میں چھوڑی - اور اپنی باقی فوج کے ساتھ فتح کے شادیانے بجواتا ہوا نواب پر نیا پر حملہ آور ہوا -

کلکتہ کی فتح

نالۂ بلبل شیدا تو سنا ہنس ہنس کر
اب جگر تھام کے بیٹھو میری باری آئی

کلکتہ کے دل ہلا دینے والے واقعات نے شروع اگست میں مدراس پہنچ کر عام بے چینی پیدا کر دی - تمام نوآبادی میں انتقام کی آواز گونج اٹھی - دولت برطانیہ کو اگر کبھی لڑائی کی دھن پیدا ہوئی تو وہ سراج الدولہ نواب ناظم بنگال کے ساتھ تھی -

انگلستان کے ہونہار اور اقبالمند باشندے ایک عظیم الشان اور سرسبز سلطنت

THIS EBOOK IS DOWNLOADED FROM
SHAAHISHAYARI.COM

LARGEST COLLECTION OF URDU
SHERS, GHAZALS, NAZMS AND EBOOKS.

پانے کی ناقابل خیال کئے جاتے اگر انہوں نے ایسے خوفناک مظالم سے آنکھ پھیر لی ہوتی۔ باشندگان مدراس کے جوش کا صرف اس بات سے اندازہ ہو سکتا کہ ۴۸۔ گھنٹہ کے اندر مہم روانہ ہونے کا قطعی فیصلہ ہو گیا۔ ممبران مجلس مشورہ نے دلی تمنا اور آرزو کے ساتھ کلائیو کو اس کا جرنیل مقرر کیا۔ فوج کی تعداد صرف ۲۴۰۰۔ تھی۔ اور پھر مقابلہ ایسے شخص کا تھا۔ جو شاہانہ حیثیت کے لحاظ سے لوئیس[1] یا شاہزادی سیر یا تیسر سیاسی بہت بڑا تھا۔

کلائیو نے یادداشت موسومہ کورٹ آف ڈائرکٹرس۔

ڈائرکٹرس میں کلکتہ کے مظالم پر اپنے دلی رنج اور افسوس کا اظہار کر کے اپنے تقرر پر اطمینان اور خوشی کا اظہار کیا۔ اور آخر میں اسی خدمت کے تقرر پر منتظمان کمپنی کا شکریہ ادا کرنے کے ساتھ ان کا اطمینان بھی کر دیا۔

یہی خدمت کلائیو کے لئے آئندہ شہرت اور اقبالمندی کا ذریعہ ہو گئے۔ پانچ دن کے بعد مہم روانہ ہوئی۔ فوج میں کنسٹنٹ (جس میں ۶۴۔ توپیں تھیں) جس پر امیر البحر واٹسن سوار تھا۔ کمبرلینڈ (۷۰، توپیں تھیں) جس پر ریئر ایڈمیرل پوکاک سوار تھا۔ اور سالسبری وبرج واٹر وغیرہ جہازات شامل تھے۔ بڑی فوج میں نو سو یورپین اور پندرہ سو سپاہی تھے۔ فوج کی روانگی کے وقت موسم کے حالات قابل اطمینان نہ تھے۔ جہاز بلیز تباہ ہو گیا۔ پیگٹ گورنر مدراس۔ محمد علی نواب ارکاٹ صلابت جنگ صوبہ دار دکن نے سراج الدولہ کے نام خط لکھدئے تھے جن میں اس کو کلکتہ کے نقصانات کا پورا معاوضہ کر دینے کی ہدایت کی گئی تھی۔ کلکتہ پہنچکر جنرل اور امیر البحر نے ان خطوط کو اپنے تحریروں کے ساتھ سونی چند گورنر کے پاس بھیج دیا۔ لیکن گورنر مذکور نے انکو اس عذر سے واپس کیا۔ کہ ایسی نالائم تحریریں جن میں آداب شاہی کا بالکل لحاظ نہیں

---

[1] بادشاہ فرانس۔ مترجم

رکھا گیا۔ میں اپنی ولی نعمت کے پاس بھیجنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ یہ جواب سنکر انگریزی کیمپ میں یہ امر طے پایا کہ معاملات توپ کی مدد سے طے کئے جائیں۔

فوج نے دریا میں بڑھکر قلعہ بج بج پر گولہ باری شروع کر دی۔ جو شام سے پہلے ختم نہیں ہوئی۔ جہاز کنسٹ پر کاونسل آف نے وار منعقد ہو کر یہ امر طے کر دیا۔ کہ کل قلعہ عام حملہ کے ساتھ فتح کر لیا جائے۔ بڑی فوج کو اور بھی زیادہ کافی تعداد میں کرنے کی غرض سے جہازیوں کا ایک دستہ اتار دیا گیا۔ کلائیو پانچ سو سپاہی لے کر ہندوستانی مخبروں کی مدد سے گرداوری کے لئے روانہ ہوا۔ جرنیل کا اسمیں یہ منشا تھا۔ کہ اگر محصورین فرار ہوں۔ تو ان کی گرفتاری میں دقت نہ اٹھانا پڑے۔

مورچہ کی پشت پر پہنچ کر تھکی ماندی فوج نے قیام کر دیا۔ کچھ تو نشیبی حصہ میں مقیم ہو گئے اور کچھ باغ میں گولہ انداز توپوں کے قریب ٹھہر گئے۔

جرنیل کلائیو کا سوانح نگار بیان کرتا ہے۔ کہ "عام ہوشیاری سے بے پروائی جو جرنیل اور اس کے ہمراہیوں نے اس خاص موقع پر ظاہر کی بیان کرنا بہت مشکل ہے۔ نہ تو طلایا کا انتظام کیا گیا۔ اور نہ کوئی سنتری پہرہ کے لئے مقرر ہوا۔ فوجی افسر جو دور دراز سفر کی تھکن سے مضمحل ہو رہے تھے۔ بلا کسی حکم کے آرام کرنے کو چلے گئے۔ اور لطف یہ ہے۔ کہ اپنے مورچوں سے فاصلہ پر ان سب غافل افسروں نے آرام کیا۔

مونی چند گورنر بہادر تو نہ تھا لیکن اس کی خبرداری اور دوراندیشی نے جاسوسوں کو انگریزی فوج کے پیچھے لگائے رکھا۔ قلعہ بج بج سے نکل کر جہاں وہ ایک روز پیشتر آ رہا تھا۔ اس نے انگریزی فوج پر حملہ کر کے توڑے دار بندوقوں اور تیروں سے اس ناعاقبت اندیش فوج کو ایک عمدہ سبق دے دیا۔

کلائیو نے اپنی غلطی کا فوراً معاوضہ کر کے خطرہ دور کر دیا۔ انگریزی صفیں اگرچہ غیر ترتیبی حالت میں تھیں لیکن انگریزی جرنیل نے نادر شاہی حکم جاری کر دیا۔ کہ کوئی سپاہی اپنی جگہ د

چھوڑے مقابلہ ہوتے ہی مونی چند کی پگڑی میں گولی لگی۔ جس سے بھاگ جانے کی اس نے اپنے دل میں ٹھان لی۔

اُرمی کا قول ہے "کہ جس وقت پیدل فوج گاؤں میں حملہ کر رہی تھی۔ اگر اسی وقت رسالہ جو نشیب میں تھا نواب کی فوج پر حملہ کر دیتا۔ تو جنگ کا خاتمہ ہی ہو چکا تھا۔

جب مونی چند گورنر میدان جنگ سے بھاگا۔ تو انگریزی فوج اس گاؤں کی طرف بڑھی جو قلعہ کے متصل واقع ہے۔ اسی موضع کے قریب جہاز کنٹ بھی لنگر انداز تھا۔ حملہ دوسرے روز پر ملتوی رکھا گیا۔ اور فوج کی مدد کے لئے دو سو پچاس جہازی اتار دیے گئے۔ ان جہازیوں میں اسٹریچن اسکاچ[1] تھا۔ جو شراب کا الاؤنس باقی ہے۔ بے تکے پن سے بہت چڑھا گیا۔ رات کے وقت جب نشہ میں نیند نہ آئی۔ تو قلعہ کے قریب جا کر چپکے شہر پناہ پر چڑھ گیا۔ اور جب قلعہ میں اس کو کوئی بھی نظر نہ آیا۔ تو دوڑ کر اسٹریچن نے ہمراہوں کو خبر دی۔ کہ میں نے قلعہ فتح کر لیا۔ دیکھا گیا۔ تو اس کے بیان کی تصدیق ہو گئی۔

امیر البحر بیکاک کی ماتحتی میں وہ زخمی ہوا۔ اور کمپنی نے پنشن کر دی۔

امیر البحر نے دریا میں، اور جرنیل نے خشکی پر بڑھنا شروع کیا۔ ۲ر جنوری ۱۷۵۷ء کو یہ جنگی بیڑہ کلکتہ کے سامنے نمودار ہوا۔ اہالیان قلعہ کو جہازیوں نے نکال باہر کیا۔ یہ فوج بھی اپنی بھاگتی ہوئی گورنر مونی چند کے پیچھے ہو لی۔

اس طرح بلا کسی قسم کا نقصان اٹھائے ہوئے کمپنی کا قبضہ قلعہ میں ہو گیا۔ مسٹر ڈریک پھر گورنر منتخب ہوئے۔ تجارتی سامان بدستور اپنی جگہ رکھا ہوا ملا۔ شاید گورنر نے یہ سامان اپنی پسند کے علیحدہ رکھا رہنے دیا ہو لیکن عام مکانات ہندوستانی فوج نے لوٹ مار کرتے وقت بالکل منہدم کر دیے تھے۔ نو دن کی قلیل مدت میں کلایو ہگلی کے شہر

[1] اسکاٹ لینڈ کے رہنے والے اسکاچ کہلاتے ہیں۔ مترجم۔

قلعہ کے سامنے پہنچ گیا۔ جس کے مورچوں پر بھاری توپیں چڑھی ہوئی تھیں۔ توپچیوں کی تعداد تین ہزار تھی۔ لیکن انگریزی توپخانہ سے ہی گولہ سر ہونے پر وہ سب مورچے چھوڑ کر چل دئے نواب ناظم کی فوج پر کچھ ایسا انگریزی رعب غالب ہوگیا۔ کہ میجر کورٹ نے ڈیڑھ سو سپاہیوں کی مدد سے چار میل تک ملک کو غنیم سے صاف کر دیا۔ میجر مذکور نے جہاں کہیں رسد فراہم پائی یا تو اس ذخیرہ کو بالکل تباہ کر دیا۔ اور یا اس پر خود قابض ہو گئے۔ کمپنی کو اس صیغہ سے پندرہ ہزار پونڈ[1] کا فائدہ ہوا۔ ۱۹ر جنوری ۱۷۵۷ء کو انگریزی فوج ڈیڑھ لاکھ کا مال غنیمت لے کر کلکتہ کو واپس آگئے۔ اور ہندوستانی پلٹنیں قصبہ ہگلی کی حفاظت پر مقرر کر دی گئیں۔

نواب ناظم مرشد آباد کے مقام پر اپنی فوج آراستہ کرکے بادل اور بجلی کی طرح کڑکتا برستا کلکتہ کی طرف روانہ ہوا۔ انگریزی جرنیل بھی ہمہ تن لڑائی کے لئے تیار تھا لیکن ہگلی کے ہیچکارہ قلعہ میں محصور ہو کر لڑنا فضول خیال کرکے اس نے قلعہ کے شمال میں قلعہ بند کیمپ تیار کر لیا۔ اس قلعہ بندی سے یہ بھی فائدہ مدنظر تھا۔ کہ غنیم شمالی جانب سے کمپنی کے ملک کو تاخت و تاراج نہ کر سکے۔ اس کے بعد جرنیل نے پیرنگ کے مورچہ پر کچھ فوج تعینات کر دی۔ اور بیرونی چوکیات قائم کرکے غنیم کا انتظار کرنے لگا۔ ۲۰ جنوری سے قبل انگریزی فوج میں میلبر دیسی توپخانہ بھی آگیا۔ اسی عرصہ میں نواب ناظم دریا اتر آیا۔ اور جیسی جیسی اس حصہ ملک میں اس کی فوجیں بڑھتی تھیں۔ ویسے ویسے ہندوستانی (جنہوں نے انگریزوں کو رسد دی تھی)۔ اپنی منقولہ جائداد چھپا کر بھاگتی تھی۔

۲۰ر جنوری کو انگریزی جرنیل نے نواب ناظم کو دوستانہ خط لکھ کر صلح کی تجویز پیش کی۔ اس کا بیان کیا جاتا ہے۔ کہ سراج الدولہ نے اس تحریر کا قابل اطمینان اور مہذبانہ الفاظ میں جواب دیا۔ لیکن اپنی کثیر التعداد فوج کے ساتھ آگے بڑھتا آیا۔ لارڈ میکالی جو

[1] قلعہ ہوگلی اور ہندوستانی فوج کا رسدی سامان۔ ان دونوں صیغوں سے پندرہ ہزار پونڈ حاصل ہوئے۔ مترجم

انگریزی زبان کا بہت بڑا ادیب اور مورخ ہے۔ لکھتا ہے۔ کہ "صلح کی گفتگو پہلے نواب ہی نے کی تھی۔ وہ انگریزوں کو ان کی نو آبادی واپس کر دینے کے ساتھ ہی نقصان کا معاوضہ بھی کر دینے کو موجود تھا۔ لیکن امیر البحر اسی درخواست منظور کرنے کے خلاف اڑا ہوا تھا۔ مسٹر واٹس کا یہ قول تھا۔ کہ جو مقامات پہلے ہمارے قبضہ میں تھے۔ وہ ہم نے فتح کر لئے۔ رقم معاوضہ ہم تلوار کی مدد سے وصول کر لیں گے۔"

فرانسیسی جو چندر نگر پر ۱۶۷۶ء سے قابض چلے آتے ہیں۔ انہوں نے کال کوٹھری کے دل ہلا دینے والے واقعات سنکر کمپنی اور چندر نگر میں ہمیشہ کے واسطے اتحاد اور دوستی کا پیام دیا۔ اور اس پیام کے ساتھ ہی یہ تجویز بھی پیش کی۔ کہ خواہ فرانس اور انگلینڈ یورپ یا دنیا کے کسی حصہ میں برسرپیکار ہوں لیکن اس کا خاص اثر اتحاد پر نہ پڑ سکے گا۔

۲ر فروری کو کلکتہ کے شمالی مشرقی دیہات میں آگ لگی ہوئی معلوم ہوئی۔ جس سے یہ امر معلوم ہوا۔ کہ نواب کی فوج نے کوچ کیا ہے۔ انگریزی جرنیل کوئی ایسی فوری کارروائی کر بیٹھنا معیوب سمجھتا تھا۔ جو جنگ کو لاعلاج کر دے۔ اس لئے اس نے بلا مخالفت ہندوستانی فوج کو اس بڑی سڑک پر قابض ہو جانے دیا۔ جو شمال سے مشرق کی طرف پھیلی ہوئی۔ پتھر والی پل کو جاتے تھے۔ دوپہر کے وقت اسی فوج کا کچھ حصہ کلکتہ کے حوالے میں آگیا۔ جس میں غریب ہندوستانی آباد تھے۔ لیکن پیرنگ والے دستہ نے اس فوج کو نقصان کے ساتھ پس پا ہونے پر مجبور کیا۔

نواب کی فوج ایک بڑے باغ میں مقیم ہوگئی۔ جو برٹش کیمپ سے جنوباً مشرقاً ایک میل کے فاصلہ پر تھا۔ رات کی تاریکی بڑھنے سے پہلے جرنیل اپنی فوج کا ایک بڑا حصہ اور چھ توپیں لے کر کیمپ سے نکل کھڑا ہوا۔ اور غنیم کو فوجی چوکیوں سے نکال باہر کر دینے کی سخت کوشش کی۔ غنیم کے رسالہ نے جرنیل کے بازو پر اس زور کا حملہ کیا۔ کہ

وہ اس فوج کے ساتھ بے نیل مرام واپس آیا۔

نواب ناظم نے جو کلکتہ کے قریب مقیم تھا۔ صلح کی گفتگو کے واسطے چند انگریزی وکیل طلب کئے۔

بڑی مشکل سے مسٹر ویس اور اسکر یفٹن جانے پر رضامند ہوئے جنہوں نے نواب کو شہر سے چند میل کے فاصلے پر مقیم پایا۔ ان حضرات سے باریابی کی پہلے حسب دستور قدیم تلواریں سپرد کر دیئے جانے کی درخواست کی گئی لیکن انہوں نے صاف انکار کر دیا خیر جس وقت دربار میں ان کا سلام ہوا۔ تو انہوں نے نواب علی وردی خان مرحوم کے نواسہ کو بڑی عظمت اور شان کے ساتھ مسند پر بیٹھے ہوئے پایا۔ شخصی حکومت نے حاضرین کی لبوں پر مہر سکوت لگا کر سر نیاز جھکا دیئے تھے۔ وکیلوں نے نڈر ہو کر کمپنی کی عملداری میں اس کی غاصبانہ حملہ کی شکایت کر کے ایک کاغذ پیش کیا۔ جس میں وہ دفعات درج تھیں جس پر صرف کلائیو تنہا صلح کرنے پر رضامند تھا۔ بغیر کسی بات کا کافی جواب دیئے ہوئے نواب ناظم دربار برخواست کر کے اٹھ کھڑا ہوا۔ انگریزی وکیل کمرہ سے نکلے تو امو چند مالک مکان نے ان کے کان میں آہستہ سے کہا۔ کہ "تمہاری جانوں کی خیر نہیں ہے"

چونکہ وکیل نواب وزیر سے ملاقات کرنے کا قصد رکھتے تھے۔ انہوں نے اب اپنا یہ ارادہ فسخ کر کے مشعلچیوں کو روشنی گل کر دینے کا حکم دے دیا جس کی فوری تعمیل ہوئی۔ اور وکیل بخیر و خوبی اپنے کیمپ کو واپس آ گئے۔ جرنیل نے قطعی ارادہ کر لیا۔ کہ کلہ کی لڑائی تمام معاملات کا فیصلہ کر دے گی۔

قابل وثوق ذرائع سے یہ امر معلوم کر کے کہ ہندوستانی رسالہ عقب میں ہے۔ انگریزی جرنیل ۶۰۰۔ جہازی ۶۵۰۔ یورپین سپاہی ۱۰۰۔ سوار اور ۸۰۰۔ ہندوستانی سپاہی لے کر علے الصباح کیمپ سے روانہ ہو گیا۔ کلائیو اپنی یادداشت

میں لکھتا ہے۔ کہ "تین بجے رات کو میں" قریباً اپنی تمام فوج لے کر چل کھڑا ہوا۔ کچھ
یورپین اور دو سو کسری جو ان ہی ایام میں بھرتی کی گئی تھی۔ کیمپ کی حفاظت کے لئے
چھوڑ دی گئی۔ چھ بجے صبح جب کہرہ خوب چھایا ہوا تھا۔ ہم غنیم کے کیمپ میں داخل
ہو گئے۔ اگر ۸ بجے جس وقت کہ ہم کیمپ اور خندق پر قابض ہو چکے تھے۔ کہرہ صاف
ہو جاتا۔ تو صورت واقعات کچھ اور ہی ہوتی۔ برخلاف اس کے وہ ہر لحظہ زیادہ
ہوتا جاتا تھا۔ جس کی وجہ سے ہم راستہ بھی بھول گئے۔ تاریکی میں انگریزی سپہ سالار
نے غنیم کی فوجی چوکی پر حملہ کیا۔ دشمن کے کسی من چلے نے انگریزی سپاہی کا کارتوس دان
گولی سے اڑا دیا۔ جس سے انگریزی فوج میں کسی قدر انتشار پیدا ہو گیا۔ لیکن کچھ ہی دیر کے
بعد نواب کی فوج پسپا ہو گئی۔ انگریزی فوج نے بڑھنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ وہ نواب
ناظم کے قیام گاہ تک پہنچ گئے۔ اب کہرہ بڑی ہوئی پردہ کی طرح اٹھ گیا۔ اور ۲۰
گز کے فاصلہ سے پرشین (ایرانی) رسالہ کے چمکتے ہوئے ہتھیار دکھائی دینے لگے۔
انگریزی فوج نے قدم روک کر بندوقوں کی باڑ ماری جس سے غنیم زد سے ہٹ گیا۔ یا یوں
کہنا چاہئے۔ کہ جس طرح تیز ہوا کے سامنے ذروں کا حال ہوتا ہے۔ وہی اس رسالہ کا
ہوا۔ مقتولین اور مجروحین برداشتہ کر کے فوج آگے بڑھی پیدل اور سوار کوچ کے وقت
اکثر ہوائی بندوقیں چھوڑتے جاتے تھے۔

۹ بجے جب کہر بالکل رفع ہو گیا۔ تو سب کی نظریں انگریزی فوج پر پڑیں۔ نواب
کے رسالہ نے عقب سے سخت حملہ کیا۔ لیکن برٹش فوج کی بندوقوں اور توپوں نے غنیم کو
ہر مرتبہ پسپا کیا۔ اس پر بھی ہندوستانی توپیں انگریزی منصوبوں میں بُری طرح
حائل ہو رہی تھیں۔ گو یہ سب تکلیفیں اٹھانا پڑیں۔ لیکن انگریزی فوج فتحمندانہ طریقہ سے
مرہٹہ ڈیچ اتر گئے۔ روانگی سے پہلے جنرل نے اپنے مقتولین اور مجروحین کا شمار کیا تو
معلوم ہوا۔ کہ ان کی مجموعی تعداد ۱۱۷ ہے۔ لیکن انگریزی فوج کے انتقامی جوش سے

جو کچھ ہل چل ہندوستانی فوج میں مچا دی ان کا صحیح اندازہ کرنا اگرچہ مشکل امر تھا۔ تاہم ذیل کی تعداد رائے قائم کرنے میں شاید کافی مدد دے سکے گی۔

۱۲۲۔ افیسر۔ ۰۰؎ سپاہی۔ پانچسو سوار۔ چار ہاتھی۔ اور ایک بڑی تعداد اونٹوں اور بیلوں کی بلیک ہول (کال کوٹھری) کی بدولت نذر اجل ہوئی۔

دوسرے روز نواب ناظم نے اپنے کیمپ سے کوچ کرکے کلکتہ سے ۷ میل کے فاصلہ پر مقام کر دیا۔ انگریزی جنرل رائے قائم کر چکا تھا۔ کہ ایسے مقام پر انقطاعی جنگ کر کے فیصلہ کر لیا جائے۔ لیکن نواب نے صلح کی درخواست پیش کر دی۔ شرائط صلح یہ تھی :-

(۱) مال غنیمت جو کلکتہ میں حاصل کیا گیا تھا۔ وہ اور منڈیاں انگریزوں کو واپس کر دی جائیں۔

(۲) قلعہ فورٹ ولیم کی قلعہ بندی کی اجازت دی گئی۔

(۳) وہ تمام حقوق بحال کر دئے گئے جو کمپنی کو اس سے پہلے حاصل تھے۔

(۴) کمپنی کو وہ ۳۸ دیہات واپس کر دئے گئے۔ جو اس کو شاہان تیموریہ نے جاگیراً دے رکھے تھے۔ صلح نامہ پر فریقین کے دستخط ہونے کے تیسرے روز ضرورت کے وقت ایک دوسرے کو مدد دینے کا بھی عہد و پیماں ہو گیا۔ کلکتہ والوں نے اس صلحنامہ پر اپنا بہت کم اطمینان ظاہر کیا۔ اور امیر البحر واٹسن نے صاف لفظوں میں کہہ دیا۔ کہ "میں اس کو کچھ زیادہ قابل اعتبار نہیں سمجھتا ہوں۔

عوام نے دفعات معاہدہ پر کھلم کھلا بحث شروع کر دی۔ اس طبقہ کو سراج الدولہ کے ہاتھ سے ایک بڑی زک مل چکی تھی۔ انگلش سوسائٹی میں سراج الدولہ کا نام اب بھی نفرت سے لیا جاتا ہے۔ جیسا کہ شیطان صفت[1] ۱۸۵۷ء والے نانا صاحب کا۔ لیکن جنرل کلائیو

---

[1] معزول پیشوا متبنٰی لڑکا جس نے غدر میں بہت بے رحمی سے انگریزوں کے زن اور بچہ کانپور میں قتل کرا دئے۔ جنکی یادگار کنواں بنا ہوا ہے۔ جس میں ان کے مردے ڈالے گئے تھے۔ غدر کے بعد نانا ہمالیہ پہاڑ کو فرار ہو گیا۔ پھر اس کا حال نہ معلوم ہوا۔

قدر دانی کی نگاہوں سے اگر دیکھ لیں آپ
میں یہ سمجھوں گا ٹھکانے لگی محنت میری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایسٹ انڈیا کمپنی کے کلکتہ والی شاخ کو علی وردی خان نواب ناظم بنگال کے عہد میں بہت کچھ عروج ہوا۔ انگریزی ایجنٹ اور گماشتے سلطنت کے ہر حصہ میں بلا روک ٹوک پھرتے تھے۔ ان کے جان مال کی پوری حفاظت کی جاتی تھی۔

اپریل ۱۷۵۶ء کو علی وردی خان نے اس دار فانی سے کوچ کیا۔ تاج اور تخت کا جائز وارث اس کا نواسہ سراج الدولہ تسلیم کیا گیا۔ جو علاوہ خود پسند ہونے کے اہل انگلستان کے ساتھ لڑکپن ہی سے نفرت رکھتا تھا۔ میکالی کا قول ہے۔ کہ اس کی خبط میں کسی کو کبھی مداخلت کرنے کی جرأت نہیں پڑی۔ چنانچہ یہ بھی اس کا ایک خبط تھا۔

اس نے اپنے نانا کے خزانہ کو انگریزی تجارت سے براہ راست اور بذریعہ واسطہ مستفید ہوتے دیکھا تھا۔ خوشامدی مشیروں اور درباریوں نے اس کو یقین دلایا۔ کہ ان نصرانیوں کی بیشمار دولت کلکتہ کی چار دیواریوں میں محفوظ ہے اور لطف یہ ہے کہ یہ اندازہ بھی مضحکہ خیز تھا۔ ہندوستان میں جنگ کے وجوہات مہیا کر لینا بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ نواب نے باتوں میں آکر انگریزوں کو قلعہ وغیرہ منہدم کر دینے کا حکم بھیج دیا۔ اور جب انگریزوں نے ایسے فضول مطالبہ کو پورا کرنے سے انکار کیا۔ تو مسٹر واٹس انگریزی سفیر متعینہ دربار مرشد آباد کو سر اڑانے کی دھمکی دی گئی۔

بڑے اہتمام اور زور کے ساتھ مرشد آباد کے وسیع میدان میں فوجیں جمع کی جانے

THIS EBOOK IS DOWNLOADED FROM
SHAAHISHAYARI.COM

LARGEST COLLECTION OF URDU
SHERS, GHAZALS, NAZMS AND EBOOKS.

نے ان باتوں کی بالکل پرواہ نہ کی۔

صلح ہونے کے بعد بھی نواب ناظم نے کمپنی کے خلاف سازشی کارروائی شروع کردی۔

دنیا کی دو بڑی قوتیں یعنی انگلینڈ اور فرانس کا یورپ میں حریفانہ مقابلہ ہو رہا تھا پولیٹکل افسر اس بات کو تسلیم کئے ہوئے تھے۔ کہ جب تک چندر نگر[1] پر فرانسیسی قبضہ ہے کلکتہ مستقل طور پر محفوظ نہیں خیال کیا جا سکتا۔ چنانچہ امیر البحر واٹس اور جنرل کلائیو کو چندر نگر پر حملہ آور ہونے کی ہدایت کی گئی جس کی تعمیل انہوں نے بسر و چشم منظور کی۔

جنرل نے انگریزی سفیر متعینہ دربار مرشد آباد کی معرفت نواب ناظم کو شرکت جنگ کا پیام دیا۔ لیکن سراج الدولہ نے حیلہ حوالہ کرکے بات ٹال دی۔ اور کچھ برائے نام فوج انگریزی کیمپ میں بھیجکر درخواست کی۔ یہ مہم میں شامل کرلی ہے۔

۱۵۔ مارچ کو انگریزی بیڑہ قلعہ چندر نگر کے سامنے لنگر انداز ہوا۔ اس مہم نے چندر نگر پہنچکر کیا کارروائی کی۔ اس کے بیان کرنے کا باعتبار نوعیت مضمون ہم کو کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ ہاں اس قدر بیان کردینا شاید دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ کہ اس لڑائی میں انگریزوں کو خاطر خواہ فائدہ ہوا۔

چندر نگر کے محاصرہ کے زمانہ میں سراج الدولہ نے مخفی طریقہ پر اپنے کمان افسر کو انگریزوں سے علیحدہ ہوجانے کا حکم دے دیا تھا۔ اور رائے رودی لاب کو کلائیو پر حملہ کردینے کے لئے روانہ کردیا۔

خوش قسمتی سے اس فوج کا مقابلہ ایک قاصد سے ہوگیا۔ جس نے اس افسر کو یقین دلایا۔ کہ تمہارے پہنچنے تک چندر نگر فتح ہوجائے گا۔

---

[1] چندر نگر متصل کلکتہ اب تک فرنچ کے قبضہ میں۔ علاوہ اس کے اور بھی مقبوضات۔ جن کے یہ ہیں کریکل۔ ماہی وغیرہ۔

نواب ناظم گو برٹش قوم کے ساتھ پرخاش تو پہلے سے تھی لیکن اب وہ علانیہ مخالف ہوگیا لیکن فرانسیسیوں کے ساتھ اس کو خاص قسم کا انس تھا۔ چنانچہ فرنچ کا وجود باقی نہ تھا۔ اس لئے وہ انگریزوں کو حقارت اور خوف کی نظروں سے دیکھنے لگا۔ ایک طرف تو اس نے نقصانات کے معاوضہ میں ایک کثیر رقم کلکتہ روانہ کی اور دوسرے دن قیمتی تحائف فرنچ جنرل کو بھیج کر اسے کلائیو کے مقابلہ میں مدد چاہی۔

آخر نوبت باینجا رسید کہ اس نے اپنی فوج انگریزوں کے مقابلہ میں روانہ ہونے کا حکم دے دیا۔ کلائیو کے دوستانہ خطوط چاک کر دئے گئے۔ انگریزی سفیر دربار سے نکال دیا گیا لیکن تھوڑی دیر کے بعد طلب کر کے نواب نے معافی مانگی۔ اس کے جنون اور کمینہ پروری نے کل طبقہ کے باشندوں اور تاجروں کو اس سے بدظن کر دیا جن میں فرمان بردہ مسلمان۔ بزدل۔ اور خبررس ہنود دونوں شامل تھے۔ ایک خطرناک سازشی کارروائی نواب ناظم کے خلاف اس کے دربار میں ہو رہی تھی۔

رائے دولب وزیر مال۔ میر جعفر[2] وزیر افواج۔ جگت سیٹھ ایک مشہور اور متمول مہاجن اس کی سربرآوردہ سرغنہ تھی۔ اس کارروائی میں برٹش رزیڈنٹ بھی شریک تھا۔ خاص مقاصد کو انجام دینے کے لئے کمپنی کلکتہ اور کمیٹی وغا بازان میں سلسلہ خط و کتابت رزیڈنٹ کے ذریعہ سے جاری تھا۔

گھر میں تو یہ سامان ہو رہے تھے۔ اور میر جعفر کی مدد سے جو اس کمیٹی کا خاص

---

[1] میں نے بجنسہ ان الفاظ کا ترجمہ کر دیا ہے۔ جو اصل کتاب میں دئے ہوئے ہیں۔ میرا خاص منشا کسی فرقہ پر حملہ کرنے کا نہیں ہے۔

[2] میر جعفر نواب علی وردی خان کا داماد تھا۔ جس طرح اس نے سراج الدولہ کے بعد بنگالہ کی گورنری پائی۔ ویسے اس کے داماد میر قاسم نے اس سے سلطنت بعاونت کمپنی چھین کر دفتی خواہش آرزی ہیں۔
(مترجم)

رکن تھا۔ نواب ناظم انگریزوں کو بنگالہ سے نکال باہر کر دینے کی تیاریاں کر رہا تھا۔

جنگ پلاسی کی شکست اور سراج الدولہ کی معزولی

کعبہ اور بت خانہ کا بنا بگڑنا دیکھنا
خانہ بربادی کسی کی ہو کسی کا گھر بنے

انگریزی جنرل اپنی برائے نام فوج لے کر پلاسی کی طرف بڑھا جہاں میر جعفر بہت بڑی فوج لئے ہوئے پڑا ہوا تھا۔ ۱۶ ۔ جون کو پالیٹی پر قیام کر کے جرنیل نے میجر کورٹ کو قلعہ کٹوہ منہدم کر دینے کے لئے روانہ کر دیا۔ میر جعفر نے جو پہلے سے انگریزی فوج کے ساتھ عہد و پیمان کر چکا تھا۔ اب ناقابل اطمینان الفاظ میں ایک خط روانہ کر کے جرنیل کو نواب سے صلح کرنے کی ترغیب دی ۔ اور اپنی ذات کو خیر خواہ ثابت کرنے کے لئے اس نے شرعی قسم کھا کر لکھا۔ کہ میں انگریزی مقاصد کے خلاف کسی کارروائی میں شریک نہ ہوں گا۔ میر جعفر نے یہ بھی ظاہر کیا تھا۔ کہ میری تمام کارروائیوں کا دار و مدار ایک چال پر ہے۔ جو نواب کو تباہ اور برباد کر دینے کے لئے کافی ہوگی۔

۱۹ ۔ جون کے خط میں دغا باز وزیر افواج نے اطلاع دی تھی ۔ کہ میرا خیمہ میدان جنگ میں یا تو فوج کے داہنی بازو پر ہوگا یا بائیں پر۔ اس نے علانیہ شرکت اور خط و کتابت سے اپنی معذوری ظاہر کی۔ کیونکہ راستہ کی حفاظت کے لئے جا بجا گارڈ تعینات تھے ۔

اب کلائیو کے شکوک اور بھی زیادہ قوی ہو گئے ۔ اس کو خیال پیدا ہو گیا۔ کہ میر جعفر یا تو مجھے دھوکہ دینا چاہتا ہے۔ یا اس کو میری فوجی قوت کا پورا اندازہ نہیں ہوا۔ دونو صورتوں میں آگے کی طرف نقل و حرکت کرنا خطرناک کام تھا۔ کلائیو الجھنوں

میں گھر گیا۔ نہ تو اب پہلے کا ایسا اس کو اپنے دوست پر اعتبار رہا تھا۔ اور نہ اس کے اخلاص پر بھروسہ۔ یہ ضرور ہے کہ ایسے نازک وقت میں اس کو اپنی قوت اور فوج کی دلیری کا پورا اندازہ تھا۔ لیکن وہ اپنے اور دشمن کی فوجی نسبت جو ایک اور بیس کے مقابلہ میں تھی دیکھکر دفعتاً مقابلہ کر بیٹھنے کی جرأت کر بیٹھنا ناعاقبت اندیشانہ کارروائی سمجھتا تھا۔

جرنیل کے سامنے دریا بہ رہا تھا۔ جس کا عبور کرنا تو آسان کام تھا لیکن شکست اٹھا کر اس سے ایک شخص کا بھی زندہ بچ آنا امر محال تھا۔ پہلے اور غالباً آخری مرتبہ کلایو نے ذاتی فیصلہ کی بڑی ذمہ داری سے بچنا چاہا۔

مجبور ہو کر اس نے جنگی مجلس مشورہ کی رائے طلب کی تو کثرت رائے نہ لڑنے پر ہوئی۔ جس سے وہ بھی فوراً متفق ہو گیا۔

چنانچہ کسی موقعہ پر کلایو نے صاف الفاظ میں کہہ دیا تھا۔ کہ "میں نے اپنی عمر میں سوائے ایک مرتبہ کے کبھی کمیٹی کا انعقاد منظور نہیں کیا۔ اور اگر اس کمیٹی کی رائے میں نے قبول کرلی ہوتی۔ تو آج بنگالہ پر انگریزی قبضہ نہ ہوتا"

کمیٹی برخاست ہونے پر وہ انبہ کے باغ میں چلا گیا اور وہاں ایک گھنٹہ کامل غور و فکر میں ڈوبا ہوا بیٹھا رہا۔ وہاں سے اٹھ کر اس نے مصمم قصد کر لیا۔ کہ تمام باتوں کا تصفیہ تلوار کے زور سے کر لیا جائے۔

چنانچہ دوسرے دن اس نے فوج کو دریا پار ہونے کا حکم دیا۔ دوسرے دن دریا عبور کرکے فوج نے پلاسی[1] کے قریب مقام کر دیا۔ غنیم کا لشکر یہاں سے ایک میل کے فاصلہ پر بارہ گھنٹہ پہلے آٹھہرا تھا۔

---

[1] پلاسی کی لڑائی مابین کمپنی و سراج الدولہ ۱۷۵۷ء کو ہوئی۔ اس لڑائی نے برٹش اقتدار بنگالہ میں بڑھا دیا شمالی ہند میں پہلی مرتبہ کمپنی کو عزل و نصب کا اختیار اسی لڑائی کے اختتام پر ہوا۔ مترجم۔

تمام رات انگریزی جنرل کو نیند نہیں آئی۔ اور غنیم کے کیمپ سے تمام رات شہنائی اور فوجی باجوں کی آوازیں آتی رہیں۔ جب کلایو اپنی اور نواب ناظم کی فوجی قوت کا اندازہ کرتا تھا۔ تو اس کا دل کانپ اٹھتا تھا۔ دوسری طرف سراج الدولہ کو بھی آرام نہ تھا۔

نواب کی فوج میں پچاس ہزار پیدل بیس ہزار سوار۔ اور پچاس توپیں تھیں۔ جو پچاس فرنچ افسروں کی نگرانی میں کام کرتی تھیں۔ انگلش فوج میں ایک ہزار یورپین دو ہزار سپاہی اور آٹھ توپیں تھیں۔ علاوہ اس جمعیت کے ایک سو پچاس توپچی اور جہازی بھی تھے۔

علے الصباح دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ کلایو کی لڑائی میں امر معلوم ہوا۔ کہ ہندوستانی توپخانہ نقصان پہنچا رہا ہے۔ اس نے حکم دیا۔ کہ سب فوج باغ میں پناہ لے۔ انگریزی فوج کی باضابطہ نقل و حرکت پر ہندوستانی فوج کو شکست کا دھوکہ ہوا۔ اس خیال کے پیدا ہوتے ہی سختی اور سرگرمی کے ساتھ گولہ باری شروع کر دی گئی۔ لیکن چونکہ انگریز سپاہی درختوں کی پناہ لے چکے تھے۔ اس لئے ان کو کچھ بھی صدمہ نہ پہنچ سکا۔ اب دوپہر ہو گئی اور شدت سے بارش ہونے سے جس غنیم کا سامان جنگ (بارود وغیرہ) تر ہو کر خراب اور بیکار ہو گیا۔ اور اس طرح سے گولہ باری میں تخفیف ہوئی۔ اس عام حملہ میں میر مدن ایک ہندوستانی جرنیل جس پر نواب کو بہت کچھ اطمینان اور بھروسہ تھا۔ زخمی ہو کر خیمہ خاص کو لایا گیا۔ اور جس وقت یہ نمک حلال افسردہ چند طریقہ اپنے آقائے نامدار کو تبلا رہا تھا۔ جسے فتح حاصل ہو سکتی تھی۔ تو ملک الموت نے گلا دبا دیا۔ ناامید ہو کر نواب ناظم نے امیر جعفر کو طلب کیا۔ (جس کی فوج نے میدان جنگ میں اس وقت تک کچھ بھی بارود نہ لیا تھا۔) اور اپنی پگڑی اتار کر التجا کی کہ وفادار میر مدن مرحوم کے خون کا عوض لے اور مشہور علی وردی خان کے نواسہ کو جس نے میر جعفر کو ترقی کے اعلے زینہ پر پہنچا کر شاہی خاندان

کے رشتہ داری کی عزت دی ہے۔ ان تمام خطرات سے بچالے۔ جو اسے گھیرے ہوئے ہیں۔ میر جعفر پاس ادب سے سر جھکا کر خیمہ کے باہر چلا گیا۔ اور مخفی طور پر جنرل کو خط لکھا۔ جو کلائیو کو لڑائی ختم ہونے سے پہلے نہ پہنچ سکا۔ اس خط میں درخواست کی گئی تھی۔ کہ عجلت کے ساتھ آگے بڑھنے سے آنا مناسب ہے۔

آقا کی خوشامد کا اثر میر جعفر پر کچھ بھی نہ ہوا۔ اس نے صلاح دی تو یہ کہ فوج کو واپسی کا حکم دینا مناسب ہے۔ اگرچہ موہن لال ایک دوسرے جنرل نے اس غیر مفید کارروائی کی خرابیاں بھی بیان کیں لیکن نواب ناظم کو میر جعفر کی رائے پر کاربند ہونا تو اس خاص وقت میں ضروری تھا۔ ہندوستانی فوج کے ایک بازو کو معہ ہاتھی اور توپوں کے جاتا۔ اور میر جعفر کی فوج کو میدان جنگ میں قائم دیکھ کر کلائیو بہت خوش ہوا۔ اور اپنی فوج کو تیزی کے ساتھ بڑھنے کا حکم دیا۔ میر جعفر کی یہ حرکت دیکھ کر نواب ناظم کی آنکھیں کھل گئیں۔ وہ ایک دھاوے والی اونٹنی پر سوار ہوا۔ اور دو ہزار چیدہ سوار لے کر میدان سے چل دیا۔ اب میر جعفر نے اپنی فوج میدان سے دور کر دی۔ اس کی اس کارروائی سے باقیماندہ فوج کے بھی قدم اکھڑ گئے بہادری اور پاس نمک نے چند فرنچ آفیسروں کو ابھار کر میدان جنگ میں کلہ بکلہ ٹھہرنے کے لئے مستعد کر دیا۔ انہوں نے بگڑے ہوئے کام کو درست کرنے کی فضول کوشش کی لیکن ہندوستانی فوج کے بے تکے بھگوڑوں نے ان مٹھی بھر بہادروں کو اپنی غیر مرتب لائنوں میں غائب کر لیا۔ انگریزی فوج ڈبل مارچ کر کے نواب کے پڑاؤ پر پہنچ گئی۔ انعام و بخشش کے وعدہ وعید نے اس فوج کو مشرقی تحائف اور مال غنیمت کی لوٹ سے باز رکھا۔ فوج نے کمسریٹ والوں کو صرف اس قدر موقع دیا۔ کہ وہ فوراً توپ خانہ کے لئے بیل اور گھوڑے مہیا کریں۔ اس کے بعد داؤد پور کی طرف کوچ ہو گیا۔ اسی سمت کو انگریزی ہراول نواب کی بھگوڑی فوج کے تعاقب میں روانہ ہوا تھا ۸ بجے داؤد پور پہنچ کر فوج نے مقام کر کے مقتولین اور مجروحین کا شمار کیا۔ انگریزی فوج میں ۱۶۔ ہندوستانی اور ۴۔ یورپین جان سے مارے گئے تھے۔ ۴۸۔ زخمیوں میں ۱۶۔ یورپین

اور باقی ہندوستانی تھے۔ نواب کی فوج میں مقتولین کا شمار پانچ سو کا تھا۔ پلاسی کی فتح کو ہندوستانی سلطنت کا دیباچہ کہنا شاید غیر موزوں نہ ہوگا۔ کلائیو کسی اور لڑائی میں اتنی شہرت اور نیکنامی حاصل نہ کر سکا تھا۔ اگر سچ پوچھا جائے۔ تو انگریزی جرنیل نے کوئی کام قابل تحسین و آفرین نہ کیا تھا۔ ہاں اس قدر تعریف کا وہ ضرور مستحق ہے۔ جو ایک نڈر اور بے پرواہ آدمی کو ہونا چاہیے۔

سر جیمس گرانٹ اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں "میر جعفر کی نمک حرامی ہندوستانی فوج کی شکست کا خاص سبب تھی۔ اگر یہ وجہ نہ ہوتی۔ تو کلائیو کی فوج کا ایک متنفس بھی سفاکانہ موت سے نہ بچا ہوتا۔"

داؤد پور کے مقام پر انگریزی جنرل نے میر جعفر کو نواب ناظم بنگالہ مشہور کیا۔ کلائیو نے نئے نواب کو مشورہ دیا۔ کہ فوراً مرشد آباد پہنچنا مناسب ہے۔

سراج الدولہ دار السلطنت کو لڑائی ختم ہونے سے ۴۸ گھنٹہ پہلے آگرا اپنے وزیروں کے مشورہ سے فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ زمانہ شناس اور مدبر شخصوں نے یہ صلاح دی۔ کہ "اپنے آپ کو کمپنی کے سپرد کر دیجئے۔ اس میں صرف اتنا ہی اندیشہ ہے۔ کہ نظر بند رکھے جائے گا۔" اس صلاح کو اس نے سازش اور دغا پر محمول کیا۔ اور بعض نے دوبارہ لشکر جمع کر کے قسمت آزمائی کرنے کی رائے دی۔ اس پر سراج الدولہ نے آمادگی ظاہر کی لیکن اس کے لئے مہلت کی ضرورت تھی۔ انہیں منصوبوں میں تھا۔ کہ ہرکاروں نے میر جعفر اور کلائیو کے ڈبل مارچ کرتے ہوئے آنے کی خبر دی۔ یہ سنتے ہی اس پر خوف طاری ہو گیا۔ بجائے اس کے کہ شمشیر برہنہ ہو کر وہ تخت شاہی محفوظ رکھنے کی فکریں کرے۔ اس نے عجیب بزدلی پن کی حرکت کی جس کی نظیر تاریخ میں ملنا مشکل ہے۔ بتبدیل وضع کر کے ایک ٹوکرا قیمتی جواہرات کا لے کر وہ اپنے نمادموں کے ساتھ شاہی محل کی کھڑکی سے نکل بھاگا۔ اور صرف اس امید پر کہ پٹنہ پہنچکر لارڈ ڈی لیورشن کی مدد سے تخت حاصل کرنا آسان ہوگا۔

سراج الدولہ کا قتل

لڑائی کے کچھ دنوں بعد کلائیو دو سو یورپین اور تین سو ہندوستانی سپاہیوں کے ساتھ مرشد آباد میں داخل ہو کر شاہی محل میں مقیم ہوا۔ پائیں باغ اس قدر وسیع تھا۔ کہ انگریزی فوج نے اپنے ڈیرے خیمے وہیں ڈال دیئے۔ اور میر جعفر کے گدی نشین کرنے کی کارروائیاں ہونے لگیں۔ کلائیو[1] نے حسب دستور قدیم میر جعفر کو گدی نشین کر کے نذرانہ پیش کیا۔ اور دربار میں جو ہندوستانی وزیر اور میر موجود تھے۔ ان کو جنرل نے مبارکباد دیکر خوشخبری سنائی۔ کہ آپ لوگوں اور رعایا نے ظالم کے پنجہ سے رہائی پائی۔

اس کارروائی کے ختم ہوتے ہی جدید نواب ناظم سے معاہدے کے چند دفعات کا مطالبہ پورا کرنے کی درخواست کی گئی۔ تو اس نے یہ عذر پیش کیا۔ کہ معزولی نواب کے خزانہ میں کافی رقم کمپنی کے مطالبات پورا کرنے کے لئے موجود نہیں ہے۔ اس عذر پر نواب نے گرنے اس مشہور متمول سیٹھ کے مکان پر چلنے کی صلاح دی۔ جو سراج الدولہ کے خلاف سازشی کمیٹی کا خاص رکن تھا۔ جنرل اور نواب ناظم دونوں روانہ ہوئے۔ اومیچند[2] جس کو پورا معاوضہ دینے کا وقت آگیا تھا۔ وہ بھی ہمراہ گیا۔ سیٹھ کے مکان پر پہنچکر کسی نے اس غریب کی بات بھی نہ پوچھی۔ اپنی اس کھلی ہوئی ذلت پر پیچ و تاب کھا کر باہری درجہ میں نوکروں کے پاس بیٹھ گیا۔ اور جب اس کو یہ بات معلوم ہوگئی۔ کہ میرا کوئی حصہ نہیں رکھا گیا ہے۔ تو یہ صدمہ

---

[1] لارڈ کلائیو سے مراد ہے [2] اومیچند بھی سازشی کارروائی میں شریک تھا۔ ایسا کہا جاتا ہے۔ کہ اول معاہدہ میں اس کی خدمات تسلیم کر کے انعام کا وعدہ تھا۔ اور اسکی عدم موجودگی میں "سرخ عہد نامہ" لکھا گیا جس میں اومی چند کا کچھ بھی ذکر نہ تھا۔ چنانچہ جنگ پلاسی کے بعد آخر الذکر عہد نامہ کے موافق میر جعفر کو تخت شاہی ملا۔ چنانچہ اس کا کچھ ذکر نہ تھا اس لئے یہ محروم رکھا گیا۔ (مترجم)

ایسا ناقابل برداشت ثابت ہوا۔ کہ اسی کوفت میں اٹھارہ مہینے کے بعد اس کی روح پرواز کر گئی۔ کلایئو اور میر جعفر کے درمیان میں جو فارسی اور انگریزی زبان میں معاہدہ لکھے گئے تھے وہ پڑھے گئے۔ انعامی رقم کی نسبت یہ امر طے پایا۔ کہ رقم مذکور نصف تو یک مشت ادا کر دی جائے۔ اور باقی قسطبندی کے ساتھ تین برس میں۔

دو دن کے بعد۔ سراج الدولہ معزول نواب ناظم کے گرفتار ہو جانے کی خبر دار السلطنت میں پہنچی جس کے واقعات انگریزی مورخ مسٹر گرانٹ نے یوں بلند کئے ہیں:" اس کے ملاح بہت تھک گئے تھے۔ اس لئے یہ رائے قرار پائی۔ کہ ان کو رات کے واسطے آرام دینا مناسب ہے۔ معزول اور اس کے نوکروں نے ایک ویران باغ میں پناہ لی۔ مقدرات نے علے الصباح اس گرفتار بلا کا سامنا ایک ایسے شخص سے کر دیا جس کو شناخت کرنے کی کافی وجہ موجود تھی۔ تیرہ مہینہ کا ذکر ہے۔ کہ سراج الدولہ نے اسی شخص کے کان کاٹ لئے تھے جس کے ساتھ اس نے ایسا بے رحمانہ سلوک کیا۔ وہ ایک فقیر تھا۔ اور اتفاق نے اسی فقیر کا جھونپڑا سراج الدولہ کو پناہ لینے کا بتلا دیا۔ ظاہر تو اس نے بہت آؤ بھگت کی لیکن انتقامی جوش اور انعام کے دل خوش کن امید نے صورت واقعات کو میر قاسم سے کہلا دیا۔ جو راج محل کا مقامی فوجی افیسر تھا۔ سراج الدولہ فوراً گرفتار ہو گیا۔ اور بہت ہی ذلت کے ساتھ اپنے سکونتی محل کو واپس لایا گیا۔

آدھی رات کے وقت قید خانہ والے اس کو قومی دغاباز کے پاس لے گئے۔ بہت ہی الحاح اور زاری کے ساتھ سراج الدولہ نے قدموں پر گر کے جان بخشی اور رحم کی درخواست کی ایسا بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس کی بیکسی پر میر جعفر کو ہمدردی پیدا ہو گئی۔ اور اس نے جان بخشی کا ارادہ کر لیا لیکن میرن میر جعفر کے لڑکے نے جو بے رحمی اور تنگ مزاجی میں سراج

لہ میر جعفر کا داماد جو نواب ناظم بنگالہ بھی ہوا۔ کمپنی سے جھگڑا پیدا ہو جانے پر اس نے نواب وزیر اودھ اور شاہ عالم سے مدد لے کر بڑا لڑا مگر کامیاب نہ ہو سکا۔

لگیں۔ اور تین ہزار فوج کا دستہ قاسم بازار وغیرہ کی منڈیوں کو تباہ کر دینے کے لئے روانہ کر دیا گیا۔ چار روز کے محاصرہ میں قلعہ فتح ہو گیا۔ ہندوستانی فوج نے شرمناک طریقہ پر محصورین کی قلیل جماعت کو جس میں بائیس انگریز اور اسی قدر ٹوپاسی شامل تھے۔ ذلیل اور خوار کیا (اس چھوٹی جماعت کے افسر مسٹر الیسٹ نے (جو ان کے غیر مہذبانہ برتاؤ سے بچ گیا تھا) اپنے سر پر پستول مار لیا۔ قاسم بازار سے کوچ کر کے سراج الدولہ کلکتہ کی جانب روانہ ہوا۔ ایسے نازک موقعہ پر ہندوستان کی پر رونق دار السلطنت میں دو سو چونسٹھ جوانوں کے علاوہ ۲۶۰ ہندوستانی اور پندرہ سو بکسری سپاہی تھے۔ جن کی قواعد دانی اور وفاداری کا امتحان نہ ہوا تھا۔

اس جمعیت کے علاوہ ۱۱۷ انگریز اور پرتگالی باشندے بھی تھے۔ آخر الذکر جماعت نے کبھی جنگی کرتب بھی نہ دیکھا تھا۔ اور زیادہ تر قابل افسوس یہ بات تھی۔ کہ قلعہ فورٹ ولیم کی تیاری میں اعلےٰ درجہ کا فن انجینیری بھی نہ صرف کیا گیا تھا۔

قلعہ دریائے ہگلی کے کنارے ایک مستطیل شکل میں واقعہ تھا جس کی شرقی اور مغربی دیواریں دو سو گز لمبی تھیں۔ اور جنوباً شمالاً عرض میں ایک سو تیس گز تھیں۔ ہر زاویہ پر ایک برج تھا جس پر دس دس توپیں چڑھی ہوئی تھیں۔ لیکن جنگل کے مکانات نے جنوبی مورچہ بیکار کر رکھا تھا۔

۱۶ جون کو سراج الدولہ نے دریا کے قریب پہنچ کر اپنی جرار فوج کشتیوں کے ذریعہ سے کلکتہ کے رخ پر اتار دی۔ کوچ مقامات ایسی عجلت سے ساتھ کئے گئے کہ فوج کا ایک بڑا حصہ حدت آفتاب اور تھکن کی وجہ سے ضائع ہو گیا۔

فوجی باجوں کی آواز سنتے ہی بنگالی باشندے سر پر چاولوں کے بورے رکھ کر قلعہ کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے۔ ان کے ساتھ ہی دو ہزار پرتگالی بھی قلعہ میں داخل کر دئے گئے۔ حفاظت کے لئے فوج کی ضرورت تھی جس کا انگریزی نو آبادی میں

کا پورا نظیر تھا۔ بہت اصرار کے ساتھ اس کی گردن ماری جانے کا حکم طلب کیا۔ تاکہ تخت بنگالہ میرن اور اس کی اولاد کے لئے ہمیشہ کے واسطے خاندانی سازشوں اور بیرونی مداخلت سے محفوظ رہے۔ وقت مقرر پورا کرنے کے لئے وہ شاہی محل میں نظر بند رکھا گیا۔ جلاد کے آتے ہی سراج الدولہ نے اس کی خوفناک غرض اس کی آنکھوں سے تاڑ لی۔ معزولی نواب نے کچھ منٹ کی مہلت نماز پڑھنے اور توبہ مانگنے کے لئے چاہی تو نامنظور ہوئی"۔

صبح کے وقت اس کی نعش ہاتھی پر ڈال کر تمام شہر میں تشہیر کرائی گئی۔ اس کارروائی کے بعد وہ اپنے نانا علی وردی خان کے مقبرہ میں دفن کر دیا گیا۔ قتل کے وقت اس کو شروع بیسواں برس تھا۔ اور محرک قتل یعنی میرن کی عمر صرف سترہ برس کی تھی۔

کلائیو اور کمپنی کو میر جعفر سے ۲۷۲۶۶۲ ۔ روپیہ یا ۳۰ لاکھ پاونڈ کا فائدہ ہوا۔ یہ ایک لاکھ ساٹھ ہزار پاونڈ کے علاوہ ہے۔ جو بطور انعام کلائیو نے خود حاصل کیا۔

اگست میں کمپنی کو ۲۲۵۵۰۹۵ روپیہ اور پہنچا۔ اور کلکتہ میں ٹکسال قائم کرنے کا حق دیا گیا۔ کمپنی کو اختیار دیا گیا۔ کہ فرنچ کو ہمیشہ کے لئے بنگالہ سے خارج کر دے اور پورا قبضہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ پر کمپنی کو دیا گیا۔ جو مرہٹہ ڈچ کے اندر واقع تھے کمپنی کو بلا ادائے محصول بنگالہ۔ بہار اور اڑیسہ میں تجارت کرنے کا حق حاصل ہوا۔ لیکن محصولی اشیاء میں پان اور نمک شامل نہیں تھے۔ ان پر معمولی محصول لیا جاتا تھا اس خاص رعایت نے تجارت کو چمکا دیا۔ ہر انگریزی خاندان میں دولت کے آثار پیدا ہو گئے۔ گو کلائیو کو بنگالہ میں پورا اقتدار حاصل تھا۔ لیکن اس نے اعتدال کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ بنگالہ کا خزانہ اس کے لئے کھلا ہوا تھا۔ نواب کی باگ اس کے ہاتھ میں تھی کلکتہ کی کاونسل جو کچھ مشورہ دیتی تھی۔ نواب ناظم وہی ہانکتا تھا۔

ایسٹ انڈیا کمپنی نے سنہری گھڑیاں۔ مرصع انگوٹھیاں نواب کو تحفتاً بھیجیں۔

لیکن یہ حالت زیادہ عرصہ تک نہ قائم رہ سکی۔ میر جعفر کو بھی وہی دن پیش آیا۔ اور میر قاسم نواب ناظم ہوئے۔ جب ان سے اور کمپنی سے مخالفت ہوئی۔ تو نواب وزیر اودھ اور شاہ عالم کمک پر آئے۔ اور بکسر کی لڑائی میں سر ہیکٹر منیرو نے متحدہ افواج کو شکست دیکر دوآبہ پر قبضہ کرلیا۔ اگرچہ ایک محدود زمانہ تک ان ممالک پر قبضہ نہ ہوا۔ لیکن سمجھنے والے جانتے ہیں۔ کہ بکسر کی لڑائی نے ہندوستان پر انگریزوں کو قابض کردیا۔

والسلام

"بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم"

محمد نبی احمد۔ سندیلوی۔

اودے پور ضلع کایا کھیڑی
۱۹۔ ذی الحجہ ۱۳۱۹ھ مطابق ۲۔ مارچ ۱۹۰۲ء

بستان التفاسیر

ترجمہ اردو

تفسیر فتح العزیز پارہ تبارک الذی

مصنفہ عمدہ المحدثین زبدۃ المفسرین امام العلما قدوۃ الفضلا حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی ؒ، ایسے شخص کی تصنیف کی کیا کوئی تعریف لکھ سکتا ہے صرف ان کا نام کافی ہے، گیارہ بڑی بڑی صورتون کی تفسیر ہے مع احادیث کے۔ سورۃ تبارک سورہ نون۔ سورہ حاقہ۔ سورہ معارج۔ سورہ نوح۔ سورہ جن۔ سورہ مزمل۔ سورہ مدثر سورہ قیامت۔ سورہ دہر۔ سورہ والمرسلات۔ لڑکیوں اور عورتوں کے واسطے اس کا مطالعہ ضروری ہے، ۴۰۰ سو صفحات سے زاید اور ۲۰۶ صفحات کلان،

قیمت کاغذ سپی عام عہ/

ایضاً مجلد عہ/ ۱۲ار

ایضاً کاغذ چکنا بغیر جلد عہ/ ۱۲ار

ایضاً کاغذ چکنا مجلد سے

(نوٹ) جو صاحب ۲ جلدین تفسیر کی لینگے ہم اونکو صرف عہ/ رہیں فی جلد دبن گے۔ بغیر جلد

سید ظہور الحسن و ابوالحسن قومی پریس دہلی چھتہ لال میاں

تصانیف شمس العلما مولنا شبلی نعمانی مرحوم

مولنا شرر کی بے بہا تصنیف مع فوٹو مولانا شرر

مقالات شرر و جذبات شرر

یہ مضامین نہیں بلکہ منشیانہ معجزات و معجز نگاری کی کرامتیں ہیں جنہیں انشاپردازی کا شوق ہو تو اس کتاب کو ضرور منگائیں انہی مضامین کی بدولت ہندوستان میں بیسیوں جادو نگار بن گئے مولانا سے پہلے نیچرل مضامین کا لکھنے والا ہندوستان میں کوئی نہ تھا ہمنے بڑی تلاش سے جمع کرکے طبع کئے ہیں قیمت عہ فہرست مضامین دنیا عمودر روزہ۔ بدمستی۔ آدھی رات۔ ہم اور ہمارے کمالات شمع سحر۔ خودپسندی۔ برسات۔ بیکسی۔ صبح و الملہ اندھیری رات۔ باد سحر۔ ہوا۔ گم شدگان سلف۔ سازما ست کہ بر ما شکست شادی و غم۔ ہم اور ہمارے کمالات۔ بی گھڑی۔ برکھا رت۔ خلوص۔ ٹوٹا ہوا کھنڈر۔ موسم خریف۔ اچھوتا پن۔ اوس کی رت۔ غم جدائی۔ یاس۔ سراپائے حسن۔ زمانہ۔ دیہات کی شام۔ عالم خیال شمع حرم۔ خاموش آسمان۔ گرمیوں کی رت۔ باغ آرزو۔ فصل بہار۔ لالہ خودرو۔ بیخودی۔ بھول۔ غریب کا جھونپڑا۔ گور غریباں۔ قیمت معمولی کاغذ عمر ولایتی کاغذ مجلد دو روپیہ۔ بمحصول بذمہ خریدار۔ اسلامی سوانحعمری مولفہ مولانا شرر قیمت عہ

سیرۃ النعمان یعنی امام اعظم ابوحنیفہ رح کوفی کی مفصل سوانحعمری آپ کے اول سے آخر تک کے پورے تفصیلی حالات لکھے ہیں یہ ایک معرکۃ الآرا کتاب ہے قیمت عمر

الفاروق مفصل سوانحعمری حضرت فاروق اعظم رضہ اس سے بہتر سوانح آپکی کوئی نہیں چھپی ہے مع تتمہ فتوحات اسلام۔

سفرنامہ روم و مصر و شام اس کتاب میں دیگر چشم دید حالات کے ترکوں اور عربوں کے اخلاق و عادات کو نہایت تفصیل سے لکھا ہے صوبہ بہار کے کورس میں داخل ہے قیمت عمر

الغزالی یعنی امام محمد بن محمد الغزالی رح کی پوری سوانحعمری اور ان کے کلام پر تبصرہ اور ریویو عہ

المامون یعنی سوانحعمری خلیفہ مامون الرشید اعظم اسمیں ان تمام کارناموں کی تفصیل ہے جنکی وجہ سے مامون الرشید کا عہد عموماً شاہان اسلام سے علمی حیثیت میں ممتاز تسلیم کیا گیا ہے عہ

سوانحعمری مولنا روم رح یعنی مولانا جلال الدین رومی کی مفصل سوانحعمری مثنوی شریف اور دیگر تصانیف پر تبصرہ قیمت ۱۲

ملفوظات علامہ تاج شاہی سیفور کاغذ ولائتی قیمت دو روپیہ عام

سید ظہور الحسن ابوالحسن قومی پریس چھتہ لال میاں دہلی

قحط پڑا ہوا تھا۔

دوپہر کے وقت نواب کا ہراول کمپنی کی حدود میں داخل ہوگیا۔ اور چند ہی منٹ میں گولہ باری شروع ہوگئی جس کو رات کی تاریکی نے درمیان میں پڑ کر موقوف کیا۔ انگریزی علم بردار نے جو کلائیو کے ہمراہ کرناٹک میں داد شجاعت دے چکا تھا حملہ کر کے چار توپیں چھین لیں۔ بنگالی بھاگ کھڑے ہوئے۔

دوسرے دن شمالی طرف والے حملہ کا زور کم ہوگیا۔ محاصرہ کرنے والی فوج کا تھوڑا حصہ مشرقی سمت سے قصبہ میں داخل ہوگیا جس کی حفاظت غیر ممکنات سے تھی۔

محصورین نے دروازہ سے تین سو گز کے فاصلہ پر دو اٹھارہ پاؤنڈر دار توپخانہ قائم کر دیئے خندقیں کھود کر قلعہ کی حتے الوسع پوری حفاظت کر دی ہے۔

لیکن ۱۹ جون کو دشمن نے یہ مقامات فتح کر لئے۔ ناامید ہو کر انگریزوں کی اس چھوٹی جماعت نے استقلال اور جوانمردی سے تمام مصائب پر ثابت قدم لیے۔ جس وقت انگریزی مورچوں پر نواب ناظم کا قبضہ ہوگیا۔ تو ہندوستانی گولہ انداز اور بزدل آرمینی جو توپ خانہ پر کام کرتے تھے چلدیئے۔

رات ہوتے ہی کل یورپین عورتیں ان کشتیوں میں سوار کرادی گئیں جو اسباب وغیرہ لیجانے کے لئے بندرگاہ پر موجود رہا کرتی ہیں۔ نصف شب گزری ہوگی۔ کہ غنیم نے شبخون مارا لیکن انگریزی باجے کی آواز نے جو شاندار اور پر رعب تھے۔ دشمن کے قدم اکھاڑ دیئے اور ہندوستانی فوج اپنے کیمپ کو واپس چلی گئی ۲۰ تاریخ کو غنیم توپ خانہ کے ساتھ چڑھ آیا۔ اس وقت سب کی یہ رائے ہوئی۔ کہ چونکہ اس مقام کی حفاظت نہیں ہو سکتی۔ اس لئے اس کا چھوڑ دینا ہی مناسب ہے۔ لیکن ہندوستانی ملاحوں کی بڑی تعداد چلی جا چکی تھی۔ اس لئے یہ کام بھی جو پہلے کسی قدر آسان تھا۔

اب خطرناک، اور تنگ معلوم ہو رہا تھا۔ انگریزی کیمپ میں عام پریشانی اور خوف طاری ہوگیا۔ ایسا بیان کیا جاتا ہے کہ مرد، عورتیں اور بچے ترحم آمیز حالت میں دریا کی جانب دوڑ کر بہت ہی منت اور زاری کے ساتھ کشتی میں سوار ہونے کی آرزو ظاہر کرتے تھے۔ اکثر کشتیوں میں آدمی بیٹھ گئے جس سے وہ معہ آدمیوں کے ڈوب گئیں۔ اور جو کنارے صحیح سلامت پہنچیں ان کا نواب کی فوج نے تیروں اور گولیوں سے خیر مقدم ادا کیا۔

ڈریک گورنر منچن کپتان صیغہ بحری۔ اور کپتان گرنٹ۔ یہ انگریزی افسر قلعہ میں دریا کی طرف چل دیئے۔ اور آخری کشتی ان کو بھی لے کر روانہ ہوگئی۔ اس طرح مسٹر ہاول۔ ایک میم اور ۱۵۰ سپاہی جن میں زیادہ تر انگریز شامل تھے۔ قلعہ میں مصیبت جھیلنے کو چھوڑ دیئے گئے۔

مسٹر ہاول نے (جو ڈریک کے بھاگ جانے پر کلکتہ کی گورنری کا کام کرتا تھا) چند کشتیوں کو آتا دیکھ کر دریا والے پھاٹک کو مقفل کر کے کنجیاں اپنی پاکٹ میں رکھ لیں۔

ایک جہاز پرنگ کے مورچہ کے قریب اب بھی لنگر انداز تھا۔ کپتان کو ہدایت کر دی گئی۔ کہ مناسب وقت پر جہاز کو قلعہ کے قریب لا کر تمام جماعت کو خطرہ سے بچا دے لیکن بدقسمتی سے وہ بالو پر پہنچ کر دھنس گیا۔ اور تمام ملاحوں نے مجبوراً اسے کنارہ کر لیا آخری امید کے ٹوٹتے ہی ان بدبخت اور مصیبت زدوں پر نہایت سختی سے حملے ہونے لگے۔ لیکن انگریزی فوج نے بہت استقلال سے تمام دن اور تمام رات مقابلہ کیا۔ مسٹر ہاول کے حکم سے دن میں جھنڈے اور رات میں روشنی کے ذریعہ سے جہازوں کو گوبند پور سے واپس کرنے کی فکریں کی گئیں۔ لیکن کچھ بھی مطلب براری نہ ہوئی۔ دوسری صبح کو نواب ناظم نے سختی سے حملہ کیا۔ انگریزی افسر جنکو ہندوستانی

طبائع کا امتحان ہو چکا تھا۔ کامل حفاظت کے لئے مصر تھی۔ اور جن کو کم تجربہ تھا۔ وہ محصورین کو سراج الدولہ کے سپرد کر دینے کی رائے دیتے تھے۔ لیکن آخر والوں کو سراج الدولہ کی رحم دلی کا امتحان نہ ہوا تھا۔

مئی جون کی گرمی تھی۔ کہ قلعہ توپوں کے لوگوں سے پاٹ دیا گیا۔ بدقسمتی سب بلائیں اپنے ساتھ لایا کرتی ہے۔ انگریزی سپاہیوں نے اسٹور روم (گودام) کا قفل توڑا اور شراب کو پانی کی طرح پی کر مست ہو گئے۔ نواب ناظم نے دو بجے صلح کا جھنڈا دکھایا۔ ادھر گورنر خامد سے باتیں کر رہا تھا۔ کہ ادھر ہندوستانی فوج لوٹتی مارتی اور قتل عام کرتی ہوئی قلعہ میں داخل ہو گئی۔ ایک انگریزی افسر نے کچھ جمعیت فراہم کر کے فصیل پر مقابلہ کرنا چاہا۔ لیکن تاکے ہوئی گولی نے بیجان قالب کی صورت میں اس کو گورنر کے پہلو میں لٹا دیا۔ جن لوگوں کے حواس بجا تھے وہ وقت پر تیار نہ ہو سکے۔ اور جن پر نشہ کا بھوت سوار تھا۔ انہوں نے دریا والے پھاٹک کو بھاگ جانے کے ارادہ سے توڑ ڈالا جیسے ہی پھاٹک کھلا ہندوستانی فوج کا بڑا گروہ جو دیواروں کے نیچے دبکا بیٹھا ہوا تھا۔ سیلاب کی طرح قلعہ میں پھیلکر اس گروہ سے ملگیا۔ جو صدر پھاٹک سے اندر آگیا تھا۔ قلعہ کی دیوار سے دریا میں کود کر بیس انگریزی جوانوں نے اپنی جان دے دینا آسان سمجھی۔ باقی جماعت ہتھیار ڈالکر امان کی طالب ہوئی۔

۵ بجے شام کو سراج الدولہ نواب ناظم بنگالہ نے فتحمندانہ حیثیت سے قلعہ میں داخل ہو کر دربار کیا۔ مسٹر ہاول گورنر نے طلبی ہوئی۔ اور ان پر عتاب شاہی نازل ہوا۔ اس سے بڑھکر ناخوشی کی اور کون وجہ ہو سکتی ہے۔ کہ اس خزانہ میں صرف پانچ ہزار دو پونڈ تھے۔ جہاں کہ بے شمار دولت کو اس کی آنکھیں اشتیاق اور امید کے ساتھ ڈھونڈ رہی تھیں۔

نواب ناظم "کیا اس سے زیادہ دولت نہیں ہے"

گورنر: "جہاں پناہ" نہیں۔

اس جواب کے سنتے ہی شاہی مزاج میں تغیر پیدا ہو گیا جس کے اثر نے گورنر کو دربار سے نکلوا دیا۔ شام کے وقت دوبارہ باریابی کی عزت دی گئی۔ اور نواب ناظم نے نرم الفاظ میں وعدہ کیا۔ کہ تمہارے آدمیوں کو تکلیف نہ دیجائے۔

نواب نے تو اپنے خیال میں بہت کچھ رعایت کی۔ لیکن بدقسمت گورنر نے اس سے یہ رائے قائم کی۔ کہ رات کے وقت سپاہیوں کی صرف نگرانی ہو گی اور بس۔

حضوری سے واپس آکر مسٹر ہاول نے اپنے بدبخت ہموطنوں کو ایک خونخوار جنگی دستہ سے گھرا ہوا پایا۔ جو نظروں ہی نظروں میں ان غریبوں کو کھائے جاتا تھا۔ گورنر نے مخالفین سے دریافت کیا۔ کہ ہم لوگ رات کے وقت کہاں رکھے جائیں گے۔ جواب میں ان کو قلعہ کے مشرقی پھاٹک والے برآمدے کی طرف چلنے کا حکم ملا۔

چلتے چلتے یہ چھوٹی جماعت ۸ بجے رات کو گیلری کے پشت والے کمرہ پر پہنچی۔ جمعدار نے اسی کمرے میں داخل ہونے کی ہدایت کی۔ مسٹر ہاول گورنر کا بیان ہے۔ کہ "یہ کمرہ بارکوں کے جنوبی کنارہ پر واقع تھا جس کو عام طور پر کالی کوٹھری کا جیل خانہ کہتے تھے۔ آدمیوں کے ریل پیل نے ہمارے لئے اس منحوس کمرہ میں داخل ہونے کے سوائے اور کسی بات کا موقعہ ہی نہ دیا۔ ہمارے داخل ہونے کے ساتھ ہی دروازہ بند کر کے قفل لگا دیا گیا۔"

گرمی کی شدت اور ہندوستانی آب و ہوا کے دیکھتے ہوئے ۲۰ فیٹ مربع کمرہ ایک ہی یورپین کے لئے ناکافی تھا۔ کمرہ میں صرف دو روشن دان تھے بیرونی برآمدے نے ہوا کی آمد و رفت بالکل مسدود کر رکھی تھی۔ قیدی رحم کے خواستگار ہوئے۔ اور جب انکو

خوشامد میں ناکامی ہوئی۔ تو انہوں نے کواڑ توڑ ڈالنے کی فکریں کیں۔ جن کو آخر میں مایوسی کے ساتھ ان کو خیرباد کہنا پڑا۔

ایک عام بے چینی میں مسٹر ہاول نے مستقل مزاجی کے ساتھ ایک کثیر رقم بطور رشوت دینے کی تحریک کی۔ اس کا جواب یہ دیا گیا۔ کہ بدوں حکم نواب ناظم کچھ نہیں ہو سکتا۔ اور وہ آرام میں ہیں۔ جس میں مخل ہونے کی کسی کو جرأت نہیں ہو سکتی۔ پہرے والے سپاہی لالٹینیں ہاتھوں میں لئے دروازہ کے باہر کھڑے ہوئے ان کی مصیبت پر قہقہہ اڑاتے تھے۔

بے بسی نے سب کو پاگل بنا دیا۔ ایک دوسرے کو روشندان کے پاس کھڑے ہونے کے لئے دبائے ڈالتا تھا۔ پیاس کی تکلیف ناقابل برداشت تھی نہ رو رو کر محافظین سے گولی مار دینے کی آرزو ظاہر کرتے تھے لیکن ایک قہقہہ ان سب خوشامدوں کا جواب تھا۔ رفتہ رفتہ رونا اور خوشامد کرنا موقوف ہو گیا۔ علے الصباح سراج الدولہ نے خواب سے بیدار ہو کر دروازہ کھولنے کا حکم دیا۔

سپاہیوں نے ان لاشوں کو علیحدہ کر کے جیلخانہ کے آخری حصہ تک جانے کا راستہ کیا۔ جن پر گرم ہوا نے اپنا زہریلا اثر ڈالنا شروع کر دیا تھا۔ بمشکل ۲۳۔ نیم جان آدمی برآمد ہوئے۔ جن کو شناخت کر لینا ان کے قریبی رشتہ داروں کے لئے بھی کوئی آسان کام نہ تھا۔ ایک خندق کھودی گئی۔ اور ۱۲۳۔ آدمی اس میں دفن کر دئے گئے۔

مسٹر ہاول نے اس کے متعلق جو یادداشت لکھی تھی وہ یہ ہے۔

ایک سپاہی نے اپنی پیاری جان شرٹ کا پسینہ پی کر بچائی۔ اوروں نے بھی یہی کوشش کی۔ مردوں اور زندوں سے جو بخارات نکلتے تھے۔ وہ بہت ہی خوفناک تھے۔ مجھے طیش آگیا۔ تو میں ریوارنڈ (مقدس) بیلامی کا سہارا لگا کر بیٹھ گیا۔ یہ ضعیف پادری اور اس کا بہادر لڑکا لفٹنٹ بیلامی دونوں قیدخانہ کی جنوبی دیوار کے قریب

اسی رات کو مرے ہیں۔ بہت آدمی تو کھڑے ہی کھڑے مر کر رہ گئے۔ مجمع نے بیجان قالبوں کو گرنے کی بھی جگہ نہ دی۔"

میکالی بیان کرتا ہے۔ کہ "یہ واقعات جو اسی برس گذر جانے پر بھی خوفناک معلوم ہوتے ہیں۔ سراج الدولہ کے دل پر اپنا اثر نہ ڈال سکی۔ اس نے نہ تو قاتلوں کو کوئی سزا دی۔ اور نہ اظہار ناخوشی کا کیا۔ برخلاف اس کے نواب ناظم نے باقی ماندہ جماعت کے ساتھ کچھ فیاضانہ برتاؤ نہیں کیا۔ البتہ وہ قیدی جن سے کچھ وصول ہونے کی امید نہ تھی۔ رخصت کر دئے گئے لیکن جن سے فائدہ کی امید تھی۔ ان کے ساتھ اور بھی سختی کا برتاؤ ہونے لگا۔ مسٹر ہاول نواب ناظم کے سامنے پھر پیش کیا گیا۔

سراج الدولہ نے گورنر اور ان لوگوں کو جن کو کمپنی کے خزانہ کا حال تو بہت کچھ معلوم تھا لیکن وہ ظاہر کرنا نہ چاہتے تھے بیڑیاں ڈال کر ملک کے شمالی حصہ کو بھیج دیا۔ یہ غریب وہاں بھی طرح طرح کے مصائب برداشت کر رہے تھے صرف جو کی روٹی اور پانی ملتا تھا۔

آخر کار حرم کے سعی سفارش نے ان لوگوں کی جان بچائی۔ اس منحوس رات کو صرف ایک عورت زندہ بچی۔ یہ حسینہ کپتان کیری کی منکوحہ بیوی تھی۔ جو اس رات کو نواب کی بیجا حرکتوں کا شکار ہوا تھا۔ مسٹر ہاول نے مقتولین کی فہرست حسب ذیل دی ہے۔ ان میں ان ۶۹۔ نان کمیشنڈ افسروں کے نام نہیں ہیں۔ جو گورنر کو یاد نہ تھے۔

کاؤنسل۔ ایئر۔ ایری + بیلی + ریورنڈ بیلامی۔

سول سروس۔ ریولی۔ لا جنکنگ۔ کوئس جے۔ ڈیلی کورٹ وغیرہ

فوجی کپتان۔ کلیٹن + بچن وغیرہ

لفٹننٹ۔ لسٹیپ ہنر بلس + بیلامی۔

بحری کپتان۔ ہانٹ + اسبرن + کیری۔ گے۔ پارکر وغیرہ